UG Sem 5
CC - 11

- حالیؔ -

Paper 5

جس طرح زلزلے کے گزر جانے کے بعد کچھ پرانی اینٹوں اور کچھ نئے ساز و سامان سے مکانوں کی دوبارہ تعمیر شروع ہوتی ہے اسی طرح 1857ء کے ناکام انقلاب کا دور گزر جانے کے بعد ہندوستانی سماج کی پھر سے تشکیل شروع ہوئی۔ اس کام میں سر سید پیش پیش تھے۔ انہوں نے انگریزوں کے دل سے مسلمانوں کے خلاف بیٹھی ہوئی نفرت کو نکالنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کو بھی انگریز اور انگریزی تعلیم کی طرف مائل کیا اور سماج کا بکھرا ہوا ڈھانچہ پھر سے کھڑا کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔ اس کوشش میں انکے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سب سے نمایاں خواجہ الطاف حسین حالی کا ہے۔

حالی 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔

9 برس کی عمر میں والد کی وفات ہوگئی۔ بچپن میں مدرسے میں تعلیم ہوئی۔ اور 17 برس میں انکی مرضی کے خلاف انکی شادی کردی گئی۔ انہوں نے شادی کے بعد بھی پڑھنا لکھنا جاری رکھا۔ اسی دوران نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کی صحبت سے شاعری کا شوق ہوا۔ شروع میں غزلیں کہتے رہے۔ اسی دوران 1857ء کے غدر کا دور گزرا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ لاہور آگئے جہاں گورنمنٹ بک ڈپو میں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی ہوئی کتابوں کا تصحیح کا کام ملا۔ اسی دوران انگریزی کی واقفیت ہوئی۔ انگریزی کے مطالعے سے ان کے بہت خیالات میں بدلاؤ آیا۔ شاعری کا رنگ بھی بدلا۔ غزلوں میں سے زیادہ نظم کی طرف رجحان ہوا۔ بہت سی اچھی اور کامیاب نظمیں اسی زمانے میں کہیں جو مشہور و مقبول بھی ہوئیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی مسدس "مدوجزر اسلام" جو مسدس حالی کے نام سے مشہور ہوئی اور جو آج بھی مقبول عام ہے۔ یہ مسدس حالی نے 1889ء میں تصنیف کیا تھا۔

اسی دوران وہ سرسید کے قریب ہو چکے تھے۔ ان کے کاموں میں تعاون دے رہے تھے۔ اور اپنے طور پر بھی کچھ کام کر رہے تھے۔ انکی دلچسپی ادب کی اصلاح سے زیادہ تھی۔ اس سلسلے میں خود شاعری کے نمونے پیش کرنے کے علاوہ انہوں نے ایک اہم کام اور کیا۔ یہ تھا "مقدمہ شعر و شاعری" کی تصنیف۔

"مقدمہ شعر و شاعری" دراصل انکے دیوان کا دیباچہ تھا جو بڑھتے بڑھتے ایک مستقل کتاب کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ اردو میں تنقید پر باضابطہ کتاب ہے اسکی تاریخی اہمیت کے ساتھ ساتھ اسکی ادبی اہمیت آج بھی قائم ہے۔ اس میں انہوں نے اردو غزل، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ وغیرہ کا جائزہ

Scanned by CamScanner

ہے کر ان کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی۔ معیاری ادب کے تقاضوں
کی وضاحت کی۔ ادب کی تخلیق کے معیاری اصولوں پر روشنی ڈالی اور
بامقصد ادب کی تخلیق کی وکالت کی۔ آج کے ترقی یافتہ تنقیدی شعور کی
روشنی میں ہو سکتا ہے کہ حالی کی کئی باتوں سے ہم عدم اتفاق کریں۔ لیکن اس
سے انکار ممکن نہیں کہ 1893ء میں جب انہوں نے ایسے لکھا
تو یہ کتاب اس زمانہ کے جدید ترین خیالات کا آئینہ تھی۔ آج بھی ادب
کے طالب علم کے لئے "مقدمہ شعر و شاعری" کا مطالعہ لازمی ہے۔ ہم اردو کے
موجودہ شعری ادب کا جائزہ لیں تو یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ اس شکل
میں پہنچنے میں حالی کی باضابطہ کوششوں کا بھی پورا پورا دخل ہے۔

اپنی شعری اور تنقیدی کوششوں
کے ساتھ ساتھ انہوں نے سوانح نگاری پر بھی خصوصی توجہ دی۔ ان کی لکھی ہوئی
تین سوانح عمریاں آج بھی اہمیت رکھتی ہیں۔ 'حیات سعدی'، 'یادگار غالب'
اور 'حیات جاوید'۔ ان سے یادگار غالب اور حیات جاوید انہوں نے ایسی
شخصیت کو سامنے رکھ کر تصنیف کیں جن کو وہ بہت قریب سے جانتے تھے۔ اور
انکے بارے میں بہت سی باتیں صرف وہی لکھ سکتے تھے۔ آج بھی مرزا غالب کے
تذکرے کے لئے 'یادگار غالب' کو پڑھنا ضروری ہے۔ سر سید احمد خان کی
زندگی اور انکے خیالات سے اچھی واقفیت کے لئے بھی حیات جاوید ہی سب
سے مستند کتاب ہے۔

حالی کے اثر سے اردو شاعری اور اردو نثر میں سادگی اور صفائی
آئی۔ نئے نئے خیالات کے ساتھ انہیں بیان کرنے کے نئے نئے پیرائے بھی سامنے آئے۔
ادب وقت گذاری اور تفریح کا ذریعہ نہ رہ کر ایک بامقصد چیز بن پایا۔
اس کے لئے حالی ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔